مرتب: ساغر اقبالی

خطاب: قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری

"مہذب" کون ہے؟ "انقلابی" کون ہے؟

قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے ۲۸، اگست ۱۹۹۸ء کو مسجد ختم نبوت دار بنی ھاشم ملتان میں جو خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا اس کا ایک اقتباس قارئین کی نذر ہے۔ اسے جناب ساغر اقبالی نے قلم بند کیا ہے۔ (ادارہ)

یہ آج کل کے جتنے "قلندر" ہیں سب بندر کے بڑے بھائی ہیں۔ اسمبلی میں ہوں یا اسمبلی سے باہر ہوں۔ خواہ حکومت کی "رجیم" ہو...... چاروں صوبوں کے گورنر، چاروں صوں کے وزراء، چاروں صوبوں کے مال کھانے والے مجرمین، فاسقین و فاجرین و کافرین کے دوست، کھرے دوست، کافرانہ تہذیب کے متوالے، ماڈرن سولائزیشن کے گندے کنوؤں میں ڈبکیاں لینے والے! ان کا ذوق یہ ہے کہ باپ مر جائے تو بیٹے کو نبی کی بتائی ہوئی دعا نہیں آتی، اور کہتے ہیں ہمیں ایسی کالونیاں بنانی چاہیئں جہاں اذان کی آواز نہ آئے۔ پاکستان میں ایسی کالونیاں بن چکی ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ آخر یہ اسلام ہے؟ یہ محمد علی جناح کے اس پاکستان کو ہم نے چاٹنا ہے؟ یہ گھاس ہے؟ کھانا ہے اس کو؟ یہ کیا ہے؟ پچپن ہزار لڑکی برباد ہوئی، اس کی عصمت لٹ گئی، ویران ہو گئی، اجڑ گئی، تباہ ہو گئی، برباد کر دی گئی۔ سکھوں نے، ہندوؤں نے، کسی نے کمی نہیں کی۔ کا ہے کے لئے؟ اسی کے لئے؟ ڈھائی کروڑ انسان اپنی جائدادوں سے محروم کیے گیے۔ لٹ گیے، اجڑ گیے۔ مال تو کمایا راجہ صاحب محمود آباد نے، مال تو کمایا لیاقت علی نے، مال کمایا غلام محمد لنگڑے نے، محمد علی بوگرے نے، سہروردی نے، مشتاق گورمانی نے، دولتانے نے، کھچیوں نے، لنگاہوں نے، لنگڑیالوں نے، رسیالوں نے، مرالیوں نے، گاگروں نے، ہم نے کیا لیا؟ یہی کہ "پاکستان مولوی ازم کے لئے نہیں ہے" ...... اور پاکستان زانیوں کے لئے ہے؟ شرابیوں کے لئے ہے؟ چوروں کے لئے؟ قاتلوں کے لئے؟ فاسقوں، فاجروں اور کافروں کے دوستوں کے لئے؟ یہودیوں کے ایجنٹوں کے لئے؟ عیسائیوں کے سرپرستوں کے لئے ہے، پاکستان؟ کس کے لئے ہے، اگر ہمارے لئے نہیں ہے تو؟ اگر ہم مولوی، اگر ہم دین کا کام کرنے والے، اگر ہم اللہ اور اس کے رسول کا نام لے کر روٹیاں کھانے والے، اخلاص کے ساتھ اپنی قوت کو مجتمع کریں تو پاکستان ہماری ٹھوکر میں ہے۔ کہیں نہیں جا سکتا۔ یہ سرمایہ دار، جاگیردار، یہ ماڈرن سویلائزیشن کا مریض، ابلیس کا بچہ ...... یہ ہمارے سامنے خارش زدہ کتے کی طرح رہے گا، انسان بن کے رہے گا۔ ہم ان کے وجود کو وجود نہیں سمجھتے، گندگی کا ڈھیر سمجھتے ہیں۔ جنگ ہے ان کے ساتھ۔ امریکہ کہاں، ہم کہاں۔ ہماری جنگ تو امریکہ کے کتوں سے ہے۔ ان کو ہم کہتے ہیں، امریکی کتو، ایشیاء سے نکل جاؤ۔ میں اب بھی اس نعرے پر قائم ہوں۔ امریکی کتو ایشیاء سے نکل جاؤ۔ انہوں نے ہماری تہذیب برباد کی،

ہماری تعلیم برباد کی: ہماری سویلائزیشن کا کباڑا کیا اللہ کے نبی نے ہمیں بیٹھنا اٹھنا چلنا پھرنا کھانا پینا سونا جاگنا، حکومت کے اصول، زندگی کے تمام معاملات سکھائے۔ یہ ایک تہذیب ہے، ایک تمدن ہے، ایک سویلائزیشن ہے۔ اس تہذیب کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی اور تہذیب کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کسی اور تہذیب کو تہذیب نہیں سمجھتے ہیں بلکہ بد تہذیبی کا مرقع سمجھتے ہیں۔ نبی اپنے زمانے کا انتہائی مہذب انسان ہوتا ہے، اور ہمارے آقا و مولا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک کے لئے نبی ہیں اور قیامت تک کے لئے ان کی عطا کی ہوئی تہذیب ہمارا ورثہ ہے۔ ہماری وراثت یورپ کے کتوں کی "کیریکٹرلیس" زندگی نہیں ہے، ان کی تہذیب نہیں ہے۔ ان کا لباس، ان کی تراش و خراش، ان کی بودو باش یہ ہماری زندگی نہیں ہے۔ بھول جاؤ اسے، چھوڑ دو اسے، شرافت کا تقاضا یہی ہے۔ صبح نو بجے اٹھنا تہذیب نہیں ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں سکھایا، صبح اٹھ کے پہلا کام شیو کرنا، یا سگریٹ سلگا لینا، یہ ہماری تہذیب نہیں ہے۔ ٹٹی خانے میں گئے، اخبار ساتھ لے لیا، چائے کا کپ بھی لے لیا، سگریٹ بھی پی لیا، سیٹیاں بھی بجائیں، تالی بھی بجائی، چٹکی بھی بجائی، یہ ہماری تہذیب نہیں ہے۔ گیارہ بجے دفتر آئے۔ کون ہیں جی۔ صاحب بہادر آ گئے ہیں۔ صاحب بہادر کی شکل تو دیکھو۔ یہ صاحب بہادر ہیں۔ حرام خور! جو آدمی چاہے کافر ہے، چاہے مسلمان ہے، جو اپنی ڈیوٹی کو بروقت انجام نہیں دیتا اس سے بڑا حرام خور کون ہے۔ دفتر لگتا ہے آٹھ بجے، یہ جاتا ہے گیارہ بجے۔ یہ بہت بڑا حرام خور ہے۔ اور کوئی حرام نہ کرے، یہی حرام کاری بہت بڑی ہے۔ وہاں جا کے کہتا ہے یار چائے منگواؤ میں نے ناشتہ نہیں کیا۔ چائے آجاتی ہے، پھر دائیں بائیں دوست آ جاتے ہیں۔ دفتر کا کام نہیں ہے۔ "یار کل کر لیں گے، اپنی ہی کام ہے"۔ بیٹھے ہوئے ہیں۔ گپ شپ ہو رہی ہے۔ اور ریٹائرنگ روم میں سارا دن گزار کے چلے گئے۔ یہ ہماری تہذیب ہے؟ صحابہ کی بات نہیں کرتا۔ صحابہ کا مقام تو بہت بلند ہے، بہت بلند۔ وہ تو ساتویں آسمان کی بات ہے۔ میں پہلے آسمان کی بات کرتا ہوں۔ عمر بن عبدالعزیز، ایک تابعی ہے۔ صحابی نہیں ہے۔ صحابی زادہ ہے۔ وہ جب ذاتی کام کرتا ہے تو بیت المال کا دیا بجھا دیتا ہے۔ جب حکومت کا کام کرتا ہے تو دیا جلا لیتا ہے۔ جب ذاتی گفتگو، ذاتی مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ کوئی ذاتی کام ہوتا ہے، نجی کام ہوتا ہے، سرکاری دیا گل کر دیتا ہے۔ اور یہاں گاڑی حکومت، کی پٹرول حکومت کا، دفتر حکومت کا، کمرہ حکومت کا، کوٹھی حکومت کی اور کام اپنا۔ مری گئے ہیں سرکاری گاڑی پر۔ نتھیا گلی ہیں، سرکاری گاڑی پر۔ اسلام آباد گئے ہیں، سرکاری گاڑی پر امریکہ گئے ہیں، سرکاری سرکاری خرچ پر۔ جب تک یہ طبقہ اس ملک میں ہے، ہمارا کچھ نہیں بن سکتا۔ یہ طبقۂ خبیث اس دھرتی کی ناپاکیوں کا منبع ہے۔ تمام برائیاں اس طبقے سے جنم لیتی ہیں۔ وہ لوگ اسی طبقے میں ہیں جو بیس بیس لاکھ کا جوا روزانہ کھیلتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں۔ رات کے بارہ بجے تک جوا ہوتا ہے۔ بارہ بجے کے بعد زنا کی محفل ہوتی ہے۔ اس میں افسر شریک ہوتے ہیں۔ ای پی ایز، ایم این ایز،

شریک ہوتے ہیں۔ اور آپ کو یاد ہو گا۔ اصل میں ہمارا حافظہ اتنا تیز ہے، ہمیں قرآن یاد نہیں رہتا۔ باقی باتیں کیسے یاد رہیں گی۔ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو، یہیں ملتان میں گلگشت کے علاقے میں پکڑا گیا تھا ایک طبقہ اس میں دو مجسٹریٹ ایک سیشن جج،، اور ایک سول جج تھا۔ ایک ایس پی بھی تھا۔ اخبار میں خبر بھی آئی تھی۔ پھر وہ مقدمہ گول ہو گیا۔ ایسا گول ہو گیا کہ ''گول باغ'' بن گیا۔ یہ ہے وہ طبقہ جو اس ملک میں اسلام نہیں آنے دیتا۔ جو اسلام کا دشمن ہے۔ مولوی کے حوالہ سے گالی اسلام کو دیتا ہے۔ ایسا بزدل، کمینہ، سفلہ ہے کہ وہ براہ راست اسلام کو گالی نہیں دے سکتا تو مجھے گالی دیتا ہے۔ کمی کمیرے کو گالی دینا تو آسان ہے اب۔

او پاکستانی سرمایہ دار بھیڑئیے، جاگیردار گدھے! کمی کو گالی دینا آسان ہے۔ کسی اپنے جیسے کو گالی دے پھر حشر دیکھ!

یہ طبقہ توبہ کرے گا یا یہ طبقہ نابود کر دیا جائے گا۔ اللہ اس کے اسباب پیدا کرے گا ان سے لڑنے ٹھرنے کا وقت آ گیا تو ہم یا ماریں گے یا مر جائیں گے۔ مرنا تو ہے ہی۔ ایڑیاں رگڑتے ہوئے مر جاؤیں یا ایڑیاں زمین پر جمائے ہوئے۔ ہمارے ملتان میں ایک اور مخلوق بھی آئی ہوئی ہے۔ اللہ انہیں سلامت رکھے ...... روہتک کی قصاب برادری والے، جو حضرت مطلب کی اولاد بنتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اکبر کے زمانے میں گائے کاٹنے والا کوئی نہیں تھا تو اکبر نے بلوا لئے دو سو آیا تھا گائے کاٹنے والا، وہ سارے ''قریشی'' تھے۔ ہم وہی ہیں۔ تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کچھ ملتانی بزرگوں اور خوردوں نے، شریفوں اور کمینوں نے جب مل ملا کے بھٹو کا ساتھ دیا۔ تو ایک محلے میں یہ بھی کہا گیا کہ یہاں سے کوئی مخالف گزر کے دکھائے۔ بڑی دھمکی دی۔ کوئی پندرہ سولہ رہتکی تھے۔ انہوں نے اعلان کیا۔ ''آج سام کو جو جس کے ہاتھ میں ہے۔ لے کے نکل آؤ'' شام کو ''یاجوج ماجوج'' باہر آ گئے تو محلے کی سڑک پر بندہ تک نظر نہ آیا۔ ''چوک بازار'' کے علاقہ میں ہماری اس برادری نے لکھ کر لگا دیا تھا کہ تین لاکھ روپیہ دیں گے بھٹو اگر یہاں سے گذر جائے تو۔ پھر بھٹو وہاں گیا تو نہیں۔ جاتا نا، بڑا انقلابی بنا پھرتا تھا۔ جاگیردار بھی انقلابی ہو سکتا ہے؟ آپ لوگ سوچتے کیوں نہیں۔ کیا ہو گیا آپ کو۔ کبھی جاگیردار بھی انقلابی ہو سکتا ہے۔ کیسے؟ صرف نعرے لگانے سے؟ میں پھر مثال دہراؤں گا۔ ساتویں آسمان کی نہیں پہلے آسمان کی۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے سارے خاندان (بنی امیہ) کے تمام تر وثیقے اور وصیتیں کہ جو آباء و اجداد نے ان کو پتا نہیں کہاں کہاں زمینیں دیں، مکان دیئے۔ قطعے دیئے۔ جزیرے دیئے، ان کے وہ تمام کے تمام کاغذات قبضے میں کر کے جلاڈالے۔ تین دن تک دھواں اٹھتا رہا ان وثیقوں سے، اور سب سے پہلے اپنی زمین، اپنا مال، اپنی تمام جائیداد بیت المال میں ڈال دی۔ ہاں یہ انقلاب تو ہو سکتا ہے۔ کوئی یہ لائے تو اس کے قدم چوم لیں گے۔ پاکستانی جاگیردار، جنوبی ایشیا کا جاگیردار، انقلابی نہیں ہو سکتا۔ یہ ناممکنات میں سے ہے۔ ایک مثال دو مجھے، ان دو سو برس کی ایک مثال۔ میں زیادہ پڑھا لکھا آدمی تو ہوں نہیں۔ ملائے مسجد ہوں۔ لیکن چیلنج دیتا ہوں کہ پاکستان کے نام نہاد ہسٹورین دو سو برس کی ایک مثال ڈھونڈ کے دکھائیں کہ اللہ کے نام پر کسی جاگیردار نے اپنا سب کچھ قربان کیا ہو، جب بھی اٹھا ہے غریب ہی اٹھا ہے۔